سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات2014

جمعتہ المبارک،19۔دسمبر2014
(یوم الجمع،26۔صفر المظفر1436ھ)

سولھویں اسمبلی: گیارھواں اجلاس

جلد 11:شمارہ 8

549

جناب قائم مقام سپیکر کا بطور ڈپٹی سپیکر اعلامیہ

No.PAP/Legis-1(12)/2013/1164. Dated: 18th December, 2014. On resumption of office as such by **Rana Muhammad Iqbal Khan,** *Speaker,* Provincial Assembly of the Punjab, **Sardar Sher Ali Gorchani,** *Deputy Speaker,* Provincial Assembly of the Punjab, ceases to act as Speaker, Provincial Assembly of the Punjab, with immediate effect.

RAI MUMTAZ HUSSAIN BABAR
Secretary

551

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ 19۔دسمبر 2014

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ لائیو سٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

سرکاری کارروائی

گنے کے کاشتکاروں کے مسائل پر عام بحث

ایک وزیر گنے کے کاشتکاروں کے مسائل پر عام بحث کی تحریک پیش کریں گے۔

553

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا گیارھواں اجلاس

جمعتہ المبارک، 19۔دسمبر 2014

(یوم الجمع، 26۔صفر المظفر 1436ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں سہ پہر 3 بج کر 20 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِo

لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ؕ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا
مَا اكْتَسَبَتْ ؕ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَاۤ اِنْ نَّسِيْنَاۤ اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ
رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَاۤ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ
مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ
وَاعْفُ عَنَّا ٙ وَاغْفِرْ لَنَا ٙ وَارْحَمْنَا ٙ اَنْتَ مَوْلٰىنَا
فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝٢٨٦

سُوۡرَةُ البَقَرَة آیت 286

اللہ کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔ اچھے کام کرے گا تو اس کو ان کا فائدہ ملے گا بُرے کرے گا تو اسے ان کا نقصان پہنچے گا۔ اے پروردگار اگر ہم سے بھول یا چُوک ہو گئی ہو تو ہم سے مؤاخذہ نہ کیجیو۔ اے پروردگار ہم پر ایسا بوجھ نہ ڈالیو جیسا تو نے ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالا تھا اے پروردگار جتنا بوجھ اٹھانے کی ہم میں طاقت نہیں اتنا ہمارے سر پر نہ رکھیو اور (اے پروردگار) ہمارے گناہوں سے درگزر کر اور ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم فرما۔ تو ہی ہمارا مالک ہے اور ہم کو کافروں پر غالب فرما۔ (286)

وما علینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب سرور حسین نقشبندی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

دے ہم لی حیرات ماحول لو — ہم لو درکار ہے روسی یا بی
ایک سیریں بھلک،ایک لوری ڈھلک — ح و تاریک ہے زندلی یا بی
روح ویران ہے انلھ حیران ہے — ایک بحران تھا ایک بحران ہے
مسٹوں سہروں قریوں پہ ہے — پرفشاں ایک سمبیر افسردلی یا بی
زیست کے تپتے سحرا پہ ستاہِ عرب — یرے الرام کا ابر برسے گا لب
لب ہری ہولی ستاج ممنا میری — لب مٹے لی میری سلی یا بی
اب لو اسوبِ حالات نے — یری یادوں کے چہرے بھی دُھندلا دیئے
دیلھ کے یرے تائب لی نعمہ لری — بھی جالی ہے لوحہ لری یا بی
دے ہم لی حیرات ماحول لو — ہم لو درکار ہے روسی یا بی

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ سب سے پہلے میں آپ سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ سپیکر باکس میں بلوچستان کے سپیکر، ہمارے بھائی سابق ڈپٹی چیئرمین سینیٹ آف پاکستان جناب جان محمد جمالی صاحب تشریف لائے ہوئے ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

معزز ممبران سے گزارش ہے کہ ڈیسک نہیں بجانے، آج ہم سب اور پوری قوم دکھی دل کے ساتھ ہے اس لئے میری گزارش ہو گی کہ ڈیسک نہ بجائے جائیں۔ ہم ان کو خوش آمدید کہتے ہیں اور ان کے خاندان کی خدمات بھی قابل قدر ہیں، تحریک پاکستان میں بھی ان کے خاندان نے بہت کام کیا ہے، میں انہیں اپنی جانب سے اور آپ تمام کی جانب سے خوش آمدید کہتا ہوں، آپ کی تشریف آوری کا شکریہ۔

تعزیت

سانحہ پشاور میں شہید ہونے والے طلباء و اساتذہ کے لئے دعائے مغفرت

جناب سپیکر: جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ 16-دسمبر بروز منگل 2014 کو پشاور کے آرمی پبلک سکول میں دہشت گردی کا انتہائی افسوسناک واقعہ پیش آیا جس میں سکول کے معصوم طلباء کو نشانہ بنایا گیا جس پر پوری قوم سوگوار ہے، اس سفاکانہ واقعہ کی نہ صرف ملک بھر بلکہ پوری دنیا میں مذمت کی جا رہی ہے۔ اس ایوان نے بھی اسی روز یعنی منگل والے دن اس واقعہ کے حوالے سے ایک تعزیتی اور مذمتی قرارداد منظور کی تھی اور ایوان میں کوئی کارروائی کئے بغیر قومی سوگ میں شرکت کی غرض سے اجلاس بھی تین دن کے لئے ملتوی کیا گیا تھا۔ آج ہم ان تمام معصوم شہداء کی ارواح کے ایصال ثواب کے لئے خصوصی دعا کریں گے۔ میں قاری صاحب سے درخواست کرتا ہوں کہ شہداء کے لئے دعا فرمائیں۔

(اس مرحلہ پر قاری سید صداقت علی نے آرمی پبلک سکول پشاور کے شہداء کے لئے دعا کروائی)

وزیر محنت وانسانی وسائل (راجہ اشفاق سرور): جناب سپیکر! اگر اجازت ہو تو میں کچھ عرض کروں۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ وزیر خوراک قواعد کی معطلی کی تحریک پیش کرنا چاہتے ہیں وہ تحریک پیش کریں۔

قواعد کی معطلی کی تحریک

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 42، قاعدہ 71، قاعدہ 84 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے سانحہ پشاور کے بارے میں تمام پارلیمانی پارٹیوں سے ایک ایک معزز نمائندے کو اظہار خیال کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 42، قاعدہ 71، قاعدہ 84 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے سانحہ پشاور کے بارے میں تمام پارلیمانی پارٹیوں سے ایک ایک معزز نمائندے کو اظہار خیال کرنے کی اجازت دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 42، قاعدہ 71، قاعدہ 84 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے سانحہ پشاور کے بارے میں تمام پارلیمانی پارٹیوں سے ایک ایک معزز نمائندے کو اظہار خیال کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر: جی، راجہ صاحب!

بحث

سانحہ پشاور پر عام بحث

وزیر محنت و انسانی وسائل (راجہ اشفاق سرور): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! پشاور میں جو سانحہ ہوا ہمارے پاس الفاظ نہیں کہ ہم ان خاندانوں کا دکھ ان کے ساتھ share کریں۔ پاکستان میں یقیناً ہر آنکھ اشکبار ہے، ہر دل بوجھل ہے، ہر کوئی فکر مند ہے اور اس موقع پر جو باضمیر، باشعور، باکردار اور محب وطن پاکستانی ہیں وہ سارے مل کر ایک page پر آئے ہیں۔ وہ سارے اپنے ذاتی مفادات، اپنے

vested interest کو ایک طرف رکھ کر ایک page پر آئے ہیں اور آج ایک ہی آواز ہے کہ ہم نے مل کر اس دہشت گردی کا مقابلہ کرنا ہے۔ وزیر اعلیٰ صاحب نے جس طرح پریس کانفرنس کی اس میں انہوں نے بڑی مشکل سے الفاظ ادا کئے، ان کا دل اتنا بوجھل تھا، وہ اتنے غمگین تھے کہ ان کے لئے بات کرنا بڑا مشکل تھا۔ پیسا جانوں کا متبادل نہیں ہو سکتا مگر انہوں نے ایک blank cheque دیا یہ چیک خالی پیسے کے حوالے سے نہیں بلکہ ہم وہاں پر پنجاب کی طرف سے کسی قسم کی بھی services پیش کر سکتے ہیں تو وہ کریں گے۔ جونہی یہ واقعہ پیش آیا تو وزیر اعظم صاحب ایک دم پشاور گئے اور ساری پارٹیوں کو، سارے لوگوں کو اور ان ساری قوتوں کو جو شاید ویسے ایک میز پر نہ بیٹھتے وہ بیٹھے، ان کی بھی مہربانی کہ انہوں نے وزیر اعظم صاحب کے اس gesture کو welcome کیا اور وہاں گئے۔

جناب سپیکر! ہم بطور قوم بہت شرمندہ ہیں، جہاں ہمارے بچوں کے دلوں میں خوف ہے، جہاں ماؤں اور بہنوں کے دلوں میں خوف ہے وہاں ہم شرمندہ بھی ہیں۔ ہم خوف زدہ ہونے کے ساتھ شرمندہ بھی ہیں اور پھر غصے میں بھی ہیں مگر اللہ کی ذات ہمیں توفیق دے گی۔ پاکستان میں پہلے جتنے بھی مشکل مراحل گزرے ان میں اللہ کی ذات نے پاکستان اور پاکستانیوں کو سرخرو کیا اور اللہ کی ذات یہاں بھی ہماری مدد فرمائے گی۔ یہ unprecedented ہے دنیا میں کہیں بھی ایسا واقعہ پیش نہیں آیا۔ ہم بطور قوم کسی کو explain نہیں کر پا رہے، ہم بطور قوم کسی کو justify نہیں کر پا رہے کہ ہمارے ساتھ یہ کیوں ہوا؟

جناب سپیکر! آپ کے توسط سے میری گزارش ہے کہ جیسے وزیر اعظم صاحب نے برملا کہا کہ ہم انشاء اللہ بہائے گئے خون کے ایک ایک قطرے کا بدلہ لیں گے، ہم سب کو بھی اپنا اپنا role ادا کرنا ہو گا۔ ہم بہت دکھی ہیں، ساری قوم دکھی ہے، یہاں وزراء بیٹھے ہیں، ممبران بیٹھے ہیں یقین کریں کہ کسی کے پاس الفاظ نہیں ہیں کہ اس بارے میں یہاں پر کوئی بات کر سکیں۔ اگر بات کرنا چاہیں تو ان کے لئے بات کرنا بھی مشکل ہے۔ مجھے ایک بچی نے ایک شعر بھیجا میں وہ آپ سے بھی share کرنا چاہتا ہوں، میں کل پی ٹی وی پر گیا تو میں نے وہاں پر بھی یہ شعر پڑھا۔ میں آپ کی اجازت سے ایوان میں بھی یہ شعر عرض کرنا چاہتا ہوں کہ:

اجڑے رستے، عجیب منظر ویراں گلیاں، بازار بند ہیں
کہاں کی خوشیاں کہاں کی محفل شہر تو میرا لہو لہو ہے

وہ روتی مائیں، بے ہوش بہنیں لپٹ کے نعشوں سے کہہ رہی ہیں
گئے تھے گھر سے سفید، کرتا سرخ کیوں ہے

جناب سپیکر! پھر ظلم کی انتہا دیکھیں کہ پرنسپل سکول سے باہر آئیں اور جب انہوں نے والدین کو دیکھا کہ وہ اپنے بچوں کے لئے رو رہے ہیں تو وہ واپس اندر گئیں کہ میں اپنے بچوں کو ساتھ لے کر آؤں گی اور جونہی اندر گئیں تو انہیں بھی گولیوں کا نشانہ بنا دیا گیا، ایک اور ٹیچر کو آگ لگا دی گئی۔ اسلام تو امن کا مذہب ہے، جب رسول مقبول ﷺ جنگ پر جاتے تو کہتے کہ بچوں، عورتوں اور بوڑھوں کو کچھ نہیں کہنا۔ یہاں ان معصوم بچوں کی جانوں کے ساتھ ہولناک تماشا کیا گیا جو ہم سب کے لئے شرمندگی کا باعث ہے۔ میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے اس important issue پر بات کرنے کا موقع دیا۔

جناب سپیکر: مہربانی۔ جی، سردار صاحب!

سردار شہاب الدین خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! جیسا کہ ابھی ہمارے سینئر معزز وزیر فرما رہے تھے کہ سانحہ پشاور پر بات کرنے کے لئے الفاظ نہیں ہیں۔ میں سب سے پہلے تو حکومت پاکستان کو credit دیتا ہوں کہ معزز وزیراعظم پاکستان نے اس سانحہ کے فوراً بعد پشاور میں APC بلائی اور تمام سیاسی سٹیک ہولڈرز کو on board لیا، تمام اپوزیشن وہاں گئی اور بڑے اچھے decisions کئے۔ میں کوئی لمبی بات نہیں کروں گا، یہ سلسلہ 2000 سے شروع ہوا اور آج 2014 ہے، چودہ سال ہو گئے ہیں کہ یہ سفاک دہشت گرد اپنا ہدف جہاں مقرر کرتے ہیں وہاں پہنچ جاتے ہیں۔ اب سوچنے کی بات ہے کہ ہمارے پاکستان کے تمام اداروں کو جیسا کہ سیاسی پارٹیاں ایک page پر آئی ہیں اسی طرح ان اداروں کو بھی حکومت پاکستان کا ساتھ دینا ہو گا۔ اب وقت آ چکا ہے کہ سب سے اہم مسئلہ terrorism ختم کرنا ہے۔

جناب سپیکر! میں گزارش کروں گا کہ اب وہ وقت ہے کہ تمام سیاسی پارٹیوں کو اپنے سیاسی اختلافات ایک طرف رکھ کر ایک page پر آنا ہے۔ سانحہ پشاور میں ہمارے بچوں کا خون بہایا گیا، میں تو راجہ صاحب کی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے یہ بات کروں گا کہ وہاں صرف گولیاں نہیں برسائی گئیں بلکہ وہاں کچھ کو ذبح بھی کیا گیا۔ یہ اتنا سفاکانہ جرم سرزد ہوا اس کی جتنی بھی مذمت کی جائے وہ کم ہے۔

جناب سپیکر! میں مختصر عرض کرنے کے بعد یہی کہوں گا کہ اس میں پی ٹی آئی نے ایک اچھا کردار ادا کیا اور عمران خان صاحب خود وہاں پر گئے ہیں۔ وزیراعظم پاکستان نے پی ٹی آئی کے معزز ممبران کو دعوت دی تھی لہذا ہمیں بھی پی ٹی آئی کے معزز ممبران کو دعوت دے کر اس مقدس ایوان میں بُلانا چاہئے۔ اب تمام فیصلے پارلیمنٹ میں کئے جائیں۔ ابھی صرف one point ایجنڈا ہونا چاہئے کہ ہم نے دہشت گردی کو ختم کرنا ہے اس کے علاوہ کوئی دوسری بات نہیں ہونی چاہئے۔ بہت شکریہ

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! خواتین ممبران کو بھی بولنے کا موقع دیا جائے۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحبہ! ابھی تشریف رکھیں۔ میں کوشش کروں گا کہ آپ کو بھی بات کرنے کا موقع دیا جائے۔ اب سردار وقاص حسن مؤکل بات کریں گے۔

سردار وقاص حسن مؤکل: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! پاکستان کی تاریخ میں 16۔دسمبر کا دن سیاہ حروف سے لکھا جائے گا۔ میں اس وقت بطور پارلیمانی لیڈر یا ایم پی اے نہیں بلکہ ایک بیٹا، بھائی اور باپ ہونے کی حیثیت سے بات کر رہا ہوں۔ اس وقت ہر پاکستانی کے دل میں غم و غصہ ہے کہ آخر کس وجہ سے 16۔دسمبر کے سانحہ میں 130 سے زیادہ معصوم بچوں کی زندگیاں ضائع ہوئیں؟

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ پاکستان سال 2000 سے لے کر اب تک اپنی بقا کی جنگ لڑ رہا ہے۔ ہمیں اس مقام تک آنے کے لئے چودہ سال لگے ہیں۔ اب وقت آ گیا ہے کہ ہم اپنے بچوں، ماؤں، بہنوں، بیٹیوں اور فوج کے جوانوں کی قربانیوں کو رائیگاں نہ جانے دیں۔ یہ وقت opposition کا نہیں بلکہ اتفاق، اتحاد اور ساتھ چلنے کا ہے۔ اگر اس نازک وقت پر ہم اکٹھے ہو جائیں اور یہ عہد کر لیں کہ ہم نے اپنی اپنی ذمہ داری نبھانی ہے تو پھر انشاء اللہ تعالیٰ ہم اس جنگ کو جیتیں گے۔

جناب سپیکر: انشاء اللہ تعالیٰ ہم اس جنگ کو جیتیں گے۔

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! جینوا کنونشن کے اندر بھی عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کے حقوق کو defend کیا جاتا ہے۔ ہم نے جس کے ساتھ جنگ کرنی ہے ہمیں تو ابھی تک اس کا علم بھی نہیں کہ وہ کون ہیں؟ ہمارے دشمن انسان نہیں بلکہ سفاک درندے ہیں۔ انسانوں سے تو بات ہو سکتی ہے لیکن درندوں سے نہیں۔ بارہ سے سولہ سال کی عمر کے بچوں کو مار دینا کس مذہب، قانون اور جنگ میں جائز ہے اگر آپ نے کسی سے بدلہ لینا ہے تو اس کی جگہ معصوم اور نہتے بچوں کو مار دینا کہاں کا انصاف ہے؟ یہ معصوم بچے تو ابھی تک پوری طرح دنیا بھی نہیں دیکھ سکے تھے کہ ان کے ساتھ اتنا ظلم ہو گیا۔

جناب سپیکر! ہم بطور ممبران پنجاب اسمبلی اس موضوع پر باتیں کر رہے ہیں، بہت اچھی بات ہے لیکن ہمیں ان خاندانوں کے دُکھ کا حل نکالنا ہے۔ ہمیں چاہئے کہ اس درندگی پر قابو پانے کے لئے جامع حکمت عملی تیار کریں۔ بے شک پشاور میں جو کچھ ہوا ہمیں اس کا انتہائی دُکھ ہے۔ ہمیں اس بارے میں عملی طور پر contribute کرنا ہوگا۔ آپ اس بات کو مانیں گے کہ 16۔دسمبر سے لے کر آج تک ہر گھر کے اندر خوف، ڈر اور افسوس کی فضا ہے، ہمارے سکول بند ہو گئے ہیں اور ماؤں نے اپنے بچوں کو سکول بھیجنے سے انکار کر دیا ہے۔ ہم سب بچوں والے ہیں، ہمارے بہن، بھائی اور اولادیں ہیں۔ کیا ہم ایک باعزت قوم ہونے کے باوجود خوف زدہ رہیں گے یا آنے والے وقت میں اس دہشت گردی کا کوئی سدباب کریں گے؟ میری آپ کی وساطت سے اس ایوان سے صرف اتنی گزارش ہے کہ ہم اس ذمہ داری کو اپنے اُوپر لیں، ہم اس دہشت گردی پر قابو پانے کے لئے ایک طریق کار اور ضابطہ طے کریں۔ ہم اس قومی مسئلہ کے اندر اپنی contribution ضرور دیں۔ ہم وفاقی حکومت، میاں محمد نواز شریف، عمران خان اور چودھری پرویز الٰہی کے ساتھ ہیں لیکن اب وقت actually concrete حکمت عملی بنانے، پالیسی طے کرنے اور contribute کرنے کا ہے۔ میں اپنے حلقے کی ذمہ داری لوں۔ یہاں ایوان میں پورے پنجاب کے نمائندے بیٹھے ہیں یہ سب اپنے اپنے حلقے کی ذمہ داری لیں۔ ہم یہ دیکھیں کہ وہاں پر کون شرپسند ہیں، کون منفی سرگرمیاں کر رہا ہے یا کرنے کا پروگرام بنا رہا ہے اور ہم یہ بھی دیکھیں کہ کس کا کس کے ساتھ تعلق واسطہ ہے۔ ہمیں بطور ممبران پنجاب اسمبلی ایک لائحہ عمل بنانا اور پالیسی وضع کرنی ہے۔ اگر انہوں نے ہمارے 130 بچے شہید کئے ہیں تو ہمیں ان دہشت گردوں سے خون کے ہر قطرے کا بدلہ لینا ہے اور یہ ہماری ذمہ داری ہے۔ ہم یہ بدلہ کیسے لیں گے؟ یہ بدلہ ہم سب باتیں کر کے نہیں لے سکتے بلکہ اس کے لئے ہمیں ایک لائحہ عمل بنانا ہوگا۔ اگر ہم آپس میں اتفاق واتحاد سے چلیں گے تو پھر ضرور کامیاب ہوں گے۔ اس میں کوئی بحث نہیں کہ ہم سب کا دشمن ایک ہے اور اس نے ہمارے بچوں کو مارا ہے۔ میں مانتا ہوں کہ آنے والا وقت بہت خطرناک ہے۔ آنے والے وقت کے اندر دشمن نے بھرپور کوشش کرنی ہے کہ ہماری commitment، اعتماد، اتفاق اور اتحاد کو ٹھیس پہنچائی جائے۔ ہمارے دشمن نے یہ بھی کوشش کرنی ہے کہ ہمارے بچوں اور اداروں کو threat کیا جائے۔ میں حزب اختلاف کا ممبر ہونے کے ناتے نہیں بلکہ ایک پاکستانی ہونے کی حیثیت سے اس بات کی commitment دیتا ہوں کہ میں ہر قسم کا خطرہ مول لینے کے لئے تیار ہوں کیونکہ میں نے اپنے بچوں کے لئے ایک پُرامن پاکستان بنانا ہے اور اپنے بچوں کو خوف، خطرے اور ڈر کے اندر

نہیں چھوڑنا۔ یہ آپ اور موجودہ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس کو understand کرے۔ ہم عوام کو صرف باتیں کرکے نہ بہلائیں بلکہ عملی طور پر اس کا حل نکالیں۔ ہم نے اینٹ کا جواب پتھر سے دینا ہے اور اس پر کسی قسم کا کوئی compromise نہیں کرنا، اگر ہمارا ایک آدمی شہید ہوگا تو ہم ان کے دس آدمی ماریں گے اور یہی ہماری پالیسی ہونی چاہئے۔ ہم دہشت گردوں کا مقابلہ کریں گے، ان کا پیچھا کریں گے اور ان کو ختم کرکے دم لیں گے۔ یہ commitment حکومت کی طرف سے آنی چاہئے۔ پنجاب اسمبلی میں حزب اختلاف سے تعلق رکھنے والے تمام معزز ممبران بالکل حکومت کے ساتھ ہیں۔ ہم سب سانحہ پشاور سے متاثرہ خاندانوں، ماؤں، بہنوں اور بچوں کے ساتھ ہیں۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔ محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! مجھے اس ایوان کے اندر بات کرتے ہوئے بارہ سال ہو چکے ہیں لیکن آج ایسا لگتا ہے کہ شاید زندگی کا سب سے مشکل لمحہ ہے کہ جب میں سانحہ پشاور کے حوالے سے بات کر رہی ہوں۔ میرا اپنا بیٹا پندرہ سال کا ہے اور ذبح کئے ہوئے بچوں کی تصاویر دیکھ کر جب اُس نے مجھ سے یہ کہا کہ "ماما! اس بچے کی شکل مجھ سے کتنی ملتی ہے" تو میں تڑپ کر رہ گئی۔ جس ماں نے اس پندرہ سال کے بچے کو کھویا ہے وہ کس کرب اور تکلیف سے گزر رہی ہوگی؟

(معزز خاتون ممبر نے روتے ہوئے الفاظ ادا کئے)

جناب سپیکر! آج وقت ہے کہ ہم ان تمام لوگوں کا سوشل بائیکاٹ کریں جو کہ اس جنگ کو اپنی جنگ نہیں سمجھتے، ہمیں ان لوگوں کا سوشل بائیکاٹ کرنا ہے جو آج بھی طالبان کو اپنے بھائی کہتے ہیں، ہمیں ان Media Houses کا سوشل بائیکاٹ کرنا ہے جو آج بھی ان لوگوں کو اپنے پروگراموں میں بٹھاتے ہیں جو کہ اس issue کی مذمت بھی نہیں کرتے بلکہ ہمارے زخموں پر نمک چھڑکتے ہیں۔ آج میں صرف اس ایک point پر بات کرنا چاہتی تھی۔ آج پوری قوم کو ایک ساتھ ہونا ہے اور اُس میں میڈیا کی بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ بحیثیت ایک پاکستانی اور ایک ماں میرے زخموں پر نمک چِھڑکا گیا ہے جب ایسے لوگوں کو ٹی وی چینلز پر لاکر بٹھایا جاتا ہے جو اُس واقعہ کی مذمت بھی نہیں کرنا چاہتے اور کہتے ہیں کہ یہ لوگ یعنی دہشت گرد ہمارے بھائی ہیں۔ یہ لوگ ہمارے بھائی کیسے ہو سکتے ہیں؟ ہمارے اُن بچوں کی وہ تصویریں دیکھی نہیں جا سکتیں جو تصویریں public کی گئیں۔ بچے ایک دوسرے کے اُوپر گرے ہوئے ہیں اور جس طرح سے اُن کا خُون بکھرا ہوا ہے۔ میں نہیں سمجھتی کہ اس سے بڑا سانحہ کبھی ہو سکتا ہے یا ہوگا۔ ہماری پاک فوج جو اس وقت قربانیاں دے رہی ہے اُن کو سلام ہے، اُن تمام

civilians کو سلام ہے جو اس وقت ملک میں دہشت گردی کا شکار بن رہے ہیں۔ کل یہ آگ کسی کے بھی گھر پہنچ سکتی ہے۔ آج کسی کا بچہ اگر اُس کے پاس نہیں رہا تو یہ guarantee نہیں ہے کہ ایسے حالات رہے تو ہم میں سے کسی کا بچہ سلامت رہے گا۔ اب بھی اگر ہم نے ہوش کے ناخن نہ لئے تو بہت دیر ہو جائے گی۔ میں صرف اتنا کہنا چاہوں گی کہ میڈیا کسی بھی معاشرے کا آئینہ دار ہوتا ہے تو اس جنگ کو آگے لے جانے کے حوالے سے اس وقت میڈیا کے اوپر بہت بڑی ذمہ داری ہے تو میں ہاتھ جوڑ کر اپنے میڈیا سے گزارش کرتی ہوں کہ خدا کے واسطے ملک دشمنوں اور ملک کے بے گناہ لوگوں کے بیچ میں لائن کھینچئے کیونکہ ہمارے میڈیا والوں کے گھروں میں بھی بچے موجود ہیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! میڈیا والے بھی آپ ہی کی طرح پاکستانی ہیں۔ وہ آپ کے ساتھ ہیں جس طرح آپ سمجھتے ہیں وہ بھی انشاء اللہ اپنی ذمہ داری کا مظاہرہ کریں گے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میں صرف یہ التجا کرنا چاہتی ہوں کہ اس وقت ووٹوں کا خیال کیجئے، نہ اس وقت rating کا خیال کیجئے، اس وقت صرف یہ خیال کیجئے کہ پاکستان ہے تو ہم سب ہیں اور اس پاکستان کی خاطر ہمیں ہر قربانی دینی ہے۔ میں بھی ایک شعر کے ساتھ اپنے جذبات کا اظہار کرنا چاہتی ہوں:

پھول دیکھے تھے جنازوں پہ ہمیشہ شوکت
آج میری آنکھ نے پھولوں کے جنازے دیکھے
بہت شکریہ

جناب سپیکر: مہربانی۔ جی، چیمہ صاحب!

چودھری عامر سلطان چیمہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! پاکستان آج تاریخ کے بدترین دور سے گزر رہا ہے۔ یقیناً اس واقعہ کے حوالے سے نہ تو وہ الفاظ ہیں جن کے ذریعے اُن خاندانوں کے ساتھ اظہار ہمدردی کیا جائے، نہ ہی وہ الفاظ کہنے سے اُن کے غم کو دُور کیا جا سکتا ہے جن کے بچے شہید ہوئے اور اس دُنیا سے چلے گئے اُن کو ہم جتنی بھی تسلی دیں، ہم اظہار ہمدردی کے لئے اُن سے جتنے بھی کلمات کہیں لیکن اس سے اُن کا وہ جگر واپس آ سکتا ہے نہ اُن کا چھینا ہوا بچہ ہم واپس دلا سکتے ہیں لیکن صرف تسلیاں دی جا سکتی ہیں۔ دیکھنا یہ ہے کہ اس واقعہ کے بعد تمام political parties نے یکجا ہو کر حکومت پاکستان اور وزیراعظم پاکستان کے ساتھ پشاور میں All Parties Conference میں بیٹھ کر یکجہتی کا اظہار کیا اور کچھ فیصلے کئے۔ اُن فیصلوں پر عملدرآمد ہوتا ہوا بھی نظر آتا ہے لیکن بات یہ ہے کہ یہ کوئی پہلا واقعہ

نہیں ہوا کیونکہ اس سے پہلے بھی اس طرح کے واقعات ہوتے رہے اور اُن دشمنوں کو ہم کیا پہچانیں کہ وہ ہماری صفوں میں سے ہیں، کہاں سے ہیں کیونکہ یہ تو ہمارے ملک کے اندر کی جنگ ہے۔ ہم کسی دشمن ملک کے ساتھ نہیں بلکہ ہم اپنے ملک کے اندر جنگ لڑ رہے ہیں۔ ہم نے جس دشمن کو خود ہی پالا، اُس کو پال پوس کر آج اس مقام تک پہنچایا اس لئے میں کہوں گا کہ ماضی کی حکومتوں اور ہم سب کا اس میں عمل دخل ہے کہ ہم نے آج سے پہلے ایسے steps کیوں نہیں اُٹھائے کہ ہم ان واقعات کو روک سکیں؟ دُکھ اس بات کا ہے کہ جب یہ واقعات ہوتے ہیں ہم اسی طرح اکٹھے ہو کر یہ الفاظ، یہ باتیں، یہ strategies اور ان پر عملدرآمد کرنے کی planning بھی کرتے ہیں لیکن اُن پر عمل ہوتا ہوا مجھے تو پچھلے بیس سال سے نظر نہیں آیا۔ جہاں پر ہماری سوچ رُک جاتی ہے وہاں سے ان کے معاملات شروع ہوتے ہیں جہاں پر ہم نے توجہ ہی نہیں دی۔

جناب سپیکر! آپ دیکھ لیں کہ جب ہم اپنا سالانہ بجٹ پیش کرتے ہیں تو ہمیں دہشت گردی کے ان معاملات کو top priorities پر لینا چاہئے لیکن ماضی کی حکومتوں اور موجودہ برسر اقتدار لوگوں کی طرف سے بھی پچھلے budgets کے اندر کوئی ایسے اقدامات اُٹھائے ہوئے نظر نہیں آتے جس سے پتا چلتا ہو کہ بجٹ کا کثیر حصہ ایسے اقدامات پر صرف کیا جائے گا جس پر ہم کم از کم یہ کہہ سکیں کہ ہم یہ یہ اقدامات کر کے اُن کے مقابلے کی طرف آ رہے ہیں۔ بجٹ کے اندر اس کے لئے بہت ساری رقم مخصوص ہونی چاہئے جس سے ہمیں جدید آلات لانے چاہئیں جن سے ہم ان لوگوں تک پہنچ سکیں۔ آج بھی جب یہ واقعات ہوتے ہیں تو ہماری پولیس اور دوسری ایجنسیاں جاتی ہیں تو وہ آج بھی اُن کے prove اکٹھے کرنے سے قاصر ہیں۔ ہمارے پاس وہ جدید اسلحہ اور وہ جدید equipments ہی نہیں جن سے ہم اُن کی شناخت کر سکیں۔ نادرا کے پاس ایسے equipments ہیں لیکن اُن کے پاس بھی اتنے جدید equipments نہیں کہ اُن کے خلاف ثبوت اور گواہیاں اکٹھی کر سکیں وہ دہشت گرد جب پکڑے جاتے ہیں اور ہمارے پاس ثبوت نہیں ہوتے تو عدالتیں اُنہیں صرف اس بناء پر بری کر دیتی ہیں کہ اُن کے خلاف ثبوت یا گواہی نہیں ہے یا شواہد ناکافی ہیں کہ ان کو سزا دی جائے۔ بری ہونے کے بعد باہر نکل کر وہ مجرم کتنا بڑا حوصلہ لیتا ہے اور پھر یہ واقعات در واقعات ہو رہے ہیں۔

جناب سپیکر! جب ضرب عضب کو plan کیا گیا تو ہمیں یہ بھی plan کرنا چاہئے تھا کہ اس کا ردعمل بھی ہوگا اور اُس کے لئے ہمیں اپنی اور اپنے عوام کی دیکھ بھال کے لئے مکمل ہم آہنگی اور ایسے اقدامات اُٹھانے چاہئیں تھے کہ جن سے ہم کم از کم اُن کا مقابلہ کر سکتے۔ ہم نے آپریشن شروع کر دیا

لیکن اُس کے ردعمل کا سامنا کرنے کے لئے کوئی ایسے اقدامات نہیں اُٹھائے گئے جس کی وجہ سے 16۔دسمبر کو اتنا بڑا واقعہ ہوا کہ 140 کے قریب ہمارے بچے اور اساتذہ شہید ہوئے، اُن کے ساتھ بہت بڑا ظلم کیا گیا اور ٹیچرز کو ذبح کیا گیا۔ مجھے ایک جاننے والے نے بتایا کہ اس واقعہ میں اُن کا ایک بھتیجا شہید ہوا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ جب دہشت گرد آڈیٹوریم میں آئے تو اُس وقت بچوں کو ایک بریگیڈئر صاحب First Aid, Equipments and Self Safety پر لیکچر دے رہے تھے۔ انہوں نے اندر آ کر پوچھا کہ یہاں پر فوجیوں کے بچے کون سے ہیں تو کئی بچوں نے ہاتھ کھڑے کر دیئے کیونکہ انہوں نے سمجھا کہ یہ فوجی وردی میں آئے ہیں تو شاید یہ بھی اُسی لیکچر یا ٹریننگ کے حوالے سے کوئی بات کرنا چاہ رہے ہیں۔ جب بچوں نے ہاتھ کھڑے کئے تو انہوں نے کہا کہ اپنے ڈیسک کے اوپر ہاتھ رکھ لیں۔ کچھ بچوں نے ڈیسک کے اوپر ہاتھ رکھے تو اُن کی انگلیاں کاٹ دی گئیں۔ پھر کنپٹی پر اُنہیں فائر کئے گئے، اتنا بڑا ظلم؟ ہمارے قائدین نے صحیح کہا ہے کہ ہم نے ان کا بدلہ لینا ہے اور پھر مجھے دُکھ اس بات کا ہوتا ہے کہ ایک فیصلہ ہوا ہے کہ ایسے لوگوں کو سزائے موت دی جائے جن کو عدالتوں سے سزا ہو چکی ہے اور آج باہر کی کچھ طاقتیں کہتی ہیں کہ انہیں سزائے موت دی گئی تو ہم پاکستان کے ساتھ تعلقات ختم کر دیں گے۔ او بھائی! جب بنگلہ دیش میں سزائے موت دی گئی تو وہاں پر تو کسی نے شور نہیں مچایا۔ انڈیا جو ظلم کشمیر میں کر رہا ہے اور جو کچھ مسلمانوں کے ساتھ کیا جا رہا ہے وہاں ان کو سزائے موت دی جاتی ہیں وہاں تو کوئی اٹھنے والا نہیں ہے۔ کیا پاکستان میں یہ لوگ اور باہر کی طاقتیں ہیں جو یہ سب کچھ کروا رہی ہیں؟ ایک طرف تو ہمارے ساتھ ظلم ہوتا ہے، دوسری طرف ہم ایک ایسی لڑائی لڑ رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ دہشتگردی کے خلاف جنگ لڑ رہے ہیں تو یہ جنگ ان کی بھی ہے۔ وہ ہماری کیا مدد کرتے ہیں؟ کوئی مدد نہیں کرتے۔ ہم ان کی جنگ کیوں لڑیں بلکہ ہم اپنے ملک کی بقاء کی بات کریں اور اپنے ملک کے لئے سب کچھ سوچیں۔

جناب سپیکر! آج وقت ہے کہ ہمیں اپنے ملک پاکستان کے لئے پہلے پاکستان کے حوالے سے سوچنا ہوگا۔ ہمیں پہلے پاکستان کے لئے سوچنا ہے اور ہمیں پاکستانی بن کر سوچنا ہے۔ ہمیں ان لوگوں کا آلہ کار نہیں بننا جو ہمیں استعمال کریں۔ پاکستان جہاں پر سب سے زیادہ دہشتگردی ہو رہی ہے اور جہاں پر سب سے زیادہ خون ریزی ہو رہی ہے۔ اس کے بعد بھی یہ do more اور die more کے الفاظ استعمال کریں۔ ہمیں حکمران بتائیں کہ یہ ہمارے ساتھ کیا کرتے ہیں؟ میرے نزدیک اب ہم نے جس یکجہتی کا مظاہرہ کیا ہے اسی کا مظاہرہ ہم پہلے کر لیتے تو اچھا تھا لیکن چلیں دیر آید درست آید۔ ہم اب بھی

عمل کر لیں تو اس کے نتائج تک پہنچ جائیں اور ان لوگوں تک پہنچیں جو اس کے پیچھے ہیں کیونکہ جو اصل planners ہیں ان کا قلع قمع کرنا ضروری ہے۔ ہم یہاں پر ایسے اقدامات اٹھائیں اور میری پنجاب حکومت سے بھی گزارش ہو گی کہ عوام کے تحفظ کے لئے اقدامات اٹھائیں۔ ہماری grants بند کر دی جائیں، بجٹ کا زیادہ سے زیادہ حصہ انہی کاموں پر خرچ کیا جائے، ایک سال کے لئے ایسی ایمرجنسی کا انعقاد کیا جائے اور بجٹ صرف اور صرف دہشتگردی کے خلاف استعمال ہونا چاہئے۔ ہمیں دہشتگردی کے خلاف اقدامات کو top priority پر اور باقی تمام معاملات کو ایک طرف رکھنا چاہئے۔ اگر ہم دہشتگردی پر قابو پائیں گے تو ہماری تجارت بہتر ہو گی، امن وامان کی صورتحال بہتر ہو گی اور ہمارا ملک ترقی کرے گا۔ اس طرح باقی معاملات بھی بہتر ہو جائیں گے۔

جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ ہمیں اس وقت ایسے اقدامات اٹھانے چاہئیں جو دہشتگردی کے خلاف ہوں۔ ہمیں موٹرویز چاہئیں اور نہ میٹرو بسیں چاہئیں خدارا یہ پیسا دہشتگردی کے خاتمے کے لئے لگائیں۔ میری حکومتی بنچوں پر بیٹھے صاحبان سے گزارش ہو گی کہ خدارا اپنی لیڈرشپ کو کہیں، ہم بھی اپیل کرتے ہیں کہ وہ دہشتگردی کے خاتمے کے لئے اقدامات کریں۔ یہ پولیس کو اچھے ہتھیار دیں اور مضبوط فورس بنائیں۔ دہشتگردی کے خلاف ایک محکمہ بنا دیا گیا ہے لیکن اس پر عملدرآمد نہیں ہو رہا۔ اس کو ایسا کوئی بجٹ نہیں دیا گیا۔

جناب سپیکر! میری گزارش ہو گی کہ اس کے لئے بجٹ مختص کیا جائے۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ اس ادارے کے لئے 20۔ ارب روپیہ مختص کیا گیا تھا لیکن اس کو صرف 9 کروڑ روپیہ release کیا گیا ہے۔ خدارا فورسز کو جدید قسم کی ٹریننگ کرائی جائیں، ایلیٹ فورس کو ٹرینڈ کیا جائے، ایسی فورسز بنائی جائیں جو ان لوگوں کا مقابلہ کر سکیں۔ اس کے علاوہ لوگوں کو آگاہی دی جائے اور بچوں کے تحفظ کے لئے سکولوں کے لئے سکیورٹی کے حوالے سے جو اسامیاں خالی پڑی ہیں ان کو پُر کریں۔ اس طرح کے اقدامات اٹھائیں جیسے national strategy کے ساتھ ساتھ provincial strategy بھی بنائیں تاکہ دہشتگردی کا قلع قمع کیا جا سکے۔

جناب سپیکر! میں موجودہ حکومت کو دہشتگردی کے issue پر اپنی پارٹی پاکستان مسلم لیگ کی طرف سے، اپنی لیڈرشپ چودھری شجاعت صاحب اور چودھری پرویزالٰہی صاحب کی طرف سے تعاون کی مکمل یقین دہانی کراتا ہوں۔ ہم اس معاملہ میں آپ کے ساتھ شانہ بشانہ کھڑے ہیں۔ میں آخر میں اپنی پارٹی اور تمام اپوزیشن ممبران کی طرف سے کہتا ہوں کہ ہم شہید ہونے والے بچوں، اساتذہ اور

سکیورٹی کے عملہ کے خاندانوں کے غم میں برابر کے شریک ہیں اور دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ لواحقین کو صبر دے اور شہداء کی قبروں کو جنت کے باغوں میں سے باغ بنائے۔(آمین)

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، رانا محمد ارشد صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات وثقافت (رانا محمد ارشد): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! ایک افسوسناک واقعہ ہوا جیسا کہ میرے بھائیوں نے بھی ذکر کیا ہے کہ 16-دسمبر 1971 کا سانحہ ہی نہیں بھولا تھا کہ اس 16-دسمبر کو ایسا سانحہ ہوا ہے کہ قوم کے معصوم بیٹے اور وہ کھلے ہوئے پھول جن کو مرجھایا گیا۔ یہ ایک سازش ہے۔

جناب سپیکر! آج اگر ضرب عضب ہو رہا ہے تو وہ بھی قوم کے بیٹے ہیں، افواج پاکستان کے بیٹے پوری قوم کے تحفظ کے لئے، ساٹھ ہزار معصوم پاکستانیوں اور تقریباً دس ہزار پاک فوج کے جوانوں کو شہید کرنے والے شر پسند عناصر کے خلاف لڑ رہے ہیں۔ اب پوری قوم کو اکٹھے ہو کر پاکستان کی حفاظت کرنی ہے۔ یہ پاکستان تقریباً ستر لاکھ ہجرت کرنے والوں کا پاکستان ہے جو اپنا گھر بار چھوڑ کر آئے تھے۔ یہ پاکستان تقریباً بارہ لاکھ شہداء کا پاکستان ہے۔ میاں محمد نواز شریف وزیر اعظم پاکستان اور دیگر پارٹیوں کے لیڈر پشاور موقع پر گئے۔ میں چیف آف آرمی سٹاف اور تمام پارٹیوں کی لیڈر شپ کا مشکور ہوں کہ جنہوں نے قومی یکجہتی کا عملی طور پر ثبوت دیا۔

جناب سپیکر! افغانستان، امریکہ بہادر یا انڈیا ہو پاکستان کے اندر جو شر انگیزی پھیلائی جا رہی ہے یہ انٹرنیشنل سازش کا حصہ ہے۔ انشاء اللہ ان شر پسند عناصر کا مقابلہ ڈٹ کر کیا جائے گا۔ اس کے علاوہ سات آٹھ سال سے سزائے موت کے ملزمان جو جیلوں کے اندر اپنی اپنی حکومت بنا کر بیٹھے ہوئے تھے ان کو سزائے موت ملنی چاہئے تھی۔ اب انشاء اللہ 7136 کے قریب ملزمان کو سزائے موت ملے گی۔ ہم سب مسلمان ہیں اور شریعت کے لحاظ سے ان کو سزائے موت دینا اور پھانسی دینا ہی ہماری ذمہ داری اور ڈیوٹی ہے۔ اس کے لئے آج جو پارلیمنٹ کے ممبران کمیٹی میں بیٹھے ہوئے ہیں، وہاں سے recommendation آئے گی لیکن ہم سب کو بھی اپنی اپنی ذمہ داری کو پورا کرنا ہے۔ یہ پاکستان ہم سب کا پاکستان ہے۔ آج پنجاب اسمبلی کا یہ دس کروڑ عوام کا ایوان اپنے ان معصوم بچوں بچیوں کے والدین کے غم میں برابر کا شریک ہے۔ اللہ وحدہ لاشریک کے صدقے کہ جس کے قبضہ میں ہم سب کی جان ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ کے حکم کے بغیر کوئی زندہ رہ سکتا ہے اور نہ ہی کوئی کسی کو مار سکتا ہے۔ یہ شر پسند عناصر جس طرح معصوم شہریوں کو شہید کر رہے ہیں انشاء اللہ ہم ان کا جینا پاکستان کے اندر حرام

کر دیں گے اور وہ تباہ و برباد ہوں گے۔ وہ معصوم شہداء جنتی ہیں ان کا خون رنگ لائے گا۔ ہم سب متحد ہیں اور ہم سب کو متحد ہو کر سب سے پہلے اپنے مذہب کے دشمن، اپنے ملک کے دشمن، اس معاشرے کے دشمن اور اس قوم کے دشمن کا مقابلہ کرنا ہے۔ یہ قائداعظم کا پاکستان ہے۔ یہ 19 کروڑ عوام کا پاکستان ہے یہ محفوظ ہے تو ہم سب ممبران صوبائی اسمبلی بھی ہیں اور سب کچھ ہیں۔ آج وزیراعظم صاحب نے جو bold step لیا ہے اور تمام پارٹیوں کی لیڈرشپ اکٹھی ہوئی ہے جس سے دشمن کو ایک message convey ہوا ہے انشاء اللہ اس کی وجہ سے بھی شرپسند عناصر مکمل طور پر ناکام ہوں گے، ضرب عضب کامیابیوں سے ہمکنار ہوگا اور ان دشمنوں کا ٹھکانہ جہنم ہوگا۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، جناب احسن ریاض فتیانہ!

جناب احسن ریاض فتیانہ: شکریہ۔ جناب سپیکر! 16-دسمبر کو پشاور میں ایک انتہائی خوفناک واقعہ پیش آیا جس پر آج پوری قوم افسوس میں ہے۔ میرے بہت سارے معزز ساتھیوں نے کافی باتیں کی ہیں تو اس حوالے سے جو دکھ ہے وہ اپنی جگہ پر ہے اس کو دہرانے سے وہ کم نہیں ہوگا۔ میں اس میں سے کچھ چیزیں محسوس کرتا ہوں خاص طور پر اس طرح کے موقع پر ملزمان اور terrorist organizations کو عبرتناک سزا دینی چاہئے بلاتفریق خواہ وہ کوئی بھی ہو کیونکہ انہوں نے بلاتفریق انسانیت کا قتل کیا ہے۔ میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ جو بچے انہوں نے پشاور میں شہید کئے ہیں basically یہ نسل کشی کی ایک قسم ہوتی ہے۔ وہ بچے بڑے ہوتے تو کل کو ان میں سے کوئی جنرل بنتا، کوئی ہمارے جیسا ممبر پارلیمنٹ بنتا اور کوئی انجینئر یا ڈاکٹر بنتا۔ میرے خیال میں انہوں نے ہمارے اور ہماری قوم کے بچوں کے ساتھ جو سفاکانہ سلوک کیا ہے اس کے بعد ہمیں humanitarian laws یا ان سب کو ایک طرف رکھ دینا چاہئے، ہمیں سب سے پہلے یہ سوچنا چاہئے کہ جو بندہ بھی terrorist ہے یا terrorist organization کا خیر خواہ بھی ہے وہ انسان ہی نہیں ہے کیونکہ جو انسان ہے وہ انسانیت کا قتل نہیں کر سکتا۔ مجھے بہت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ لال مسجد کے خطیب مولوی عبدالعزیز صاحب نے اس واقعہ کو condemn نہیں کیا۔

جناب سپیکر: فتیانہ صاحب! ایسی باتوں کو چھوڑیں آپ کوئی اور بات کریں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! میرے خیال میں ہمارے وزیراعظم صاحب نے اپنی speech میں کہا تھا کہ جو بندہ بھی اس میں involve ہوگا اس کے خلاف ایکشن لیا جائے گا اگر ایک بندہ

اسلام آباد شہر میں بیٹھ کر on air ہماری قوم کے جذبات کے خلاف میڈیا میں ایسی بات کرتا ہے تو اس کے خلاف ایکشن نہ لینا ایک غلط چیز ہے۔اس کے علاوہ جس طرح کی تصاویر اور ویڈیوز میڈیا پر دکھائی گئی ہیں وہ ٹھیک نہیں ہیں کیونکہ ٹی وی چھوٹے بچے اور کمزور دل حضرات بھی دیکھ رہے ہوتے ہیں اس لئے ان چیزوں پر legislation کی ضرورت ہے کہ ان چیزوں کو ایک حد تک دکھانے کی اجازت ہونی چاہئے کیونکہ یہ نہ صرف ہمارے ملک اور معاشرے بلکہ دنیا میں ایک negative image چھوڑتے ہیں۔ میں گورنمنٹ سے اپیل کروں گا کہ اس پر kindly legislation لے کر آئے یا اس کے بارے میں کچھ سوچے اور secondly جو survivors ہیں، جو بچے وہاں سے ہماری فورسز نے زندہ بچا لئے ہیں گورنمنٹ کو ان کی counseling کے لئے steps لینے چاہئیں کیونکہ جو اُن بچوں نے وہاں سفاک چیزیں اور منظر دیکھے ہیں وہ ان کے دلوں پر نقش ہیں لہذا ہمیں ان کو دور کرنے کی ضرورت ہے۔اس کے علاوہ مجھے یاد پڑتا ہے کسی دور میں جب ہم ایچی سن جایا کرتے تھے وہاں پر آرمی آیا کرتی تھی اور وہ ان students کو جو off age ہو جایا کرتے تھے ان کو ٹریننگ دیا کرتی تھی۔ میں محسوس کرتا ہوں کہ ہمیں دوبارہ اس طرح کی trainings start کرنی چاہئیں اور ہمیں اپنے ہر سکول میں students اور اساتذہ کو اتنی traning اور سمجھ بوجھ دینی چاہئے کہ اگر اللہ معاف کرے اس طرح کا کوئی ناگزیر واقعہ ہو جائے تو انہوں نے اپنی حفاظت کس طرح سے کرنی ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہوں گا کہ ہم لوگوں کو یہ نہیں سوچنا چاہئے کہ کون سا ملک اس واقعہ میں involve ہے یا کون سا ملک اس میں involve نہیں ہے۔ ہمیں یہ سوچنا چاہئے کہ ہمارے اوپر حملہ کیا گیا ہے اگر امریکہ پر نائن الیون کو حملہ کیا جائے اور امریکہ سات سمندر پار پوری دنیا پر اس کے نتیجے میں حملہ کر سکتا ہے اور بارڈرز اور دوسری ہر چیز بھول سکتا ہے تو ہمارے ساتھ جتنی بربریت ہوئی ہے ہماری عوام کا جس طرح سے یہاں پر خون بہایا جا رہا ہے کیا ہم اس چیز کو نہیں دیکھ سکتے کہ کون ہمارا دشمن ہے اور ہم اس سے اپنا دفاع کیسے کر سکتے ہیں؟

جناب سپیکر! میں یہ چاہوں گا کہ ہم لوگوں کو بلا تفریق اگر افغانستان میں بھی strike کرنے کی ضرورت پڑتی ہے تو ہمیں وہاں پر آپریشن یا strike کرنی چاہئے۔ ہمیں اپنے ملک دشمن خواہ وہ دنیا کے کسی بھی کونے میں ہوں ان کا خاتمہ کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ آج ہم ان حالات میں اس وجہ سے ہیں کہ بارہ سال پہلے جب یہ بربریت شروع ہوئی تو ہم نے اس وقت آپریشن ضرب عضب شروع نہیں کیا اگر ہم نے اس وقت اس طرح کے آپریشن کئے ہوتے تو شاید آج ہم ان حالات میں نہ ہوتے۔ میں یہ کہنا چاہوں گا کہ ہر constituency ہر area میں ہم کو چاہئے کہ through public representative یا local representative ہم لوگ اس بات کو ensure کریں کہ ایک public watch system create کیا جائے، ہماری public اور agencies سب مل کر اس پر work کریں اور ہم اس بات کو ensure کریں کہ ہمارے گلی محلوں اور ہر جگہ سے اس طرح کے ناگزیر واقعات کا خاتمہ ہو جائے۔

جناب سپیکر: فتیانہ صاحب! بہت شکریہ۔ جی، ڈاکٹر فرزانہ نذیر صاحبہ!

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! الفاظ میرا ساتھ دے رہے ہیں اور نہ ہی دل میں اتنی طاقت ہے کہ اس سانحہ پر افسوس کا اظہار کر سکوں۔ آپ دیکھیں کہ جو 16۔دسمبر کو آرمی پبلک سکول میں واقعہ ہوا ہے اس کی کڑیاں کہاں مل رہی ہیں۔ 16۔دسمبر 1971 کو ہمارا بازو کاٹ دیا گیا تھا اور 16۔دسمبر ہی کو ہماری نسل کشی کی جا رہی ہے۔ وہ معصوم پھول جو ابھی کھلے بھی نہیں تھے کہ مرجھا گئے اور پشاور کی سب گلیاں خون سے سرخ ہو گئیں، ان بچوں کا خون رو رو کر پکار رہا ہے کہ ہم نے تو ابھی کوئی زندگی کی بہار بھی نہیں دیکھی تھی۔ یہ ہمارے وطن عزیز میں کیا ہو رہا ہے اور کون اس وطن کو لوٹ رہا ہے؟ ایک لمحہ فکریہ ہے کہ جب اتنے دن پہلے ہی بتا دیا گیا تھا کہ security risk ہے تو ہماری internal security کہاں تھی، کیوں نہیں internal security کو مضبوط بنایا گیا اور ہمیں یہ محرکات بھی تو جاننے ہیں کہ کیسے یہ دہشت گرد سکیورٹی فورسز کی یونیفارم پہن کر اندر داخل ہو گئے؟

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحبہ! مہربانی جو بات note کر لی گئی ہے اس کو repeat نہ کریں، کوئی اور بات کریں۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! پہلے کسی نے internal security کی بات نہیں کی، میں کر رہی ہوں۔ ہمیشہ جب کسی ملک میں ایسے risky factor ہوتے ہیں تو internal security بہتر کی جاتی ہے کیونکہ external security بارڈرز پر ہوتی ہے جبکہ internal security ملک کے اندر ہوتی ہے۔ جو ہمارے بچے شہید ہوئے ہیں، ہمارے دل کا خون ہو گیا ہے، ہمیں پتا تو چلے یہ ہوا کیا ہے، اس کی

کڑیاں کہاں مل رہی ہیں؟ وزیراعظم صاحب نے پھانسی کی سزا کو revive کر کے بہت اچھا کیا ہے کہ لوگ آئندہ جرم کرنے سے پہلے یہ سوچیں گے کہ اگر میں یہ جرم کروں گا تو میرے بھی گلے میں پھانسی کا پھندہ ہوگا لیکن ہمیں grass root تک جانا ہے اور ہمیں دیکھنا ہے کہ ہمارے وطن کو کون کاٹ رہا ہے۔ ایک طرف ضرب عضب جاری ہے اور دوسری طرف ہماری صفوں میں انتشار پھیلا کر اور نفرتیں ڈال کر ہمارے بچوں کو چھلنی کر دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحبہ! اللہ کے فضل سے ساری قوم سیسہ پلائی دیوار کی طرح ہے۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! ہم افسوس کا اظہار تو کر رہے ہیں لیکن ہمیں لفظوں کی بجائے عملی جامہ پہنانا ہوگا ہم ہر روز اس طرح کے واقعات کے متحمل نہیں ہو سکتے، میں اپنی بات کا اختتام ایک شعر پڑھ کر کر رہی ہوں۔

پھول تو دو دن کی بہار دکھلا کر مرجھا گئے
حسرت ان غنچوں پر ہے جو بِن کھلے ہی مرجھا گئے

جناب سپیکر: جی، ذوالقرنین ڈوگر صاحب!

ملک ذوالقرنین ڈوگر: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میں اپنی جماعت مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان کی نمائندگی کرتے ہوئے اس سانحہ پشاور کی پُرزور الفاظ میں مذمت کرتا ہوں اور اس موقع پر ہماری تمام پولیٹیکل جماعتوں اور ان کے قائدین نے جس یکجہتی کا ثبوت دیا ہے وہ انتہائی قابل تعریف ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ وہ دن دور نہیں جب یہ ملک دشمن ہماری اس قومی طاقت کے سامنے نہیں ٹھہر سکیں گے۔ دنیا میں بہت سارے واقعات ہوئے ہیں لیکن ایسا سفاکانہ اور درندگانہ انداز پہلی دفعہ دیکھا گیا ہے کہ ان ظالموں نے پھول جیسے بچوں کو بھی نہیں بخشا، یہ دکھ وہی لوگ جان سکتے ہیں جن کے ساتھ یہ بیتی ہے، وہ ماں جانتی ہے اور وہ باپ جانتا ہے۔ جس تن لاگے وہ تن جانے۔ ان میں سے ایک بچہ میرے حلقے ننکانہ کا بھی رہائشی تھا وہ بھی اس سانحہ میں شہید ہو گیا اور وہ تین بہنوں کا اکلوتا بھائی تھا اس کا والد پشاور میں انجینئرنگ کور میں سروس کرتا تھا۔ ہم اس بچے کے جنازے میں شریک ہوئے تو اس کے والد کی جو حالت ہم نے دیکھی وہ ایسی تھی جس طرح کوئی انسان پتھر کا بن گیا ہو کہ اس کو کوئی پتا نہیں کہ میں اس دنیا میں ہوں یا نہیں۔ میں اس موقع پر ان سب شہیدوں کے لئے دعا گو ہوں کہ اللہ ان کی مغفرت فرمائے اور ان کے والدین کو صبر اور حوصلہ عطا فرمائے۔ اس واقعہ پر ایک شاعر نے کچھ اس طرح منظر کشی کی ہے کہ:

اس ملک کو جنگل بنا دیا کس نے
اس کو دیکھوں تو خوف آتا ہے
سَر جھکانے کی بھی حد ہے کوئی
اب تو دہلیز کو سَر لگتا ہے
میں بھی سجاتا ہوں پلکوں پہ لہو کی بوندیں
تُو بھی ہاتھوں پہ لگا رنگ حنا رہنے دے
نہ دوست کہہ سکوں اس کو، نہ وہ حریف لگے
ربط و ضبط میں ایسا کمال رکھتا ہے
وہ تیری آنکھوں میں جو بجھ سا گیا ہے
وہی میری محبت کا صلہ لگتا ہے

میں انہی الفاظ کے ساتھ آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، ملک محمد وارث کلو صاحب!

ملک محمد وارث کلو: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! آپ کا شکریہ کہ آپ نے مجھے بات کرنے کی اجازت دی۔ میں اپنی بات کا start ایک شعر سے کروں گا کہ:

وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

جناب سپیکر! دو تین دن پوری قوم سکتے میں تھی اسی طرح میری حالت بھی تھی۔ میں نے اپنے پوتوں کو سکول بھیجتے ہوئے پھر روک لیا کیونکہ مجھ میں اتنی جرأت نہیں تھی کہ میرے بچے سکول چلے جاتے۔ جس طرح پہلے ایک شعر بھی بیان کیا گیا ہے تو اب پھولوں کے جنازے دیکھ کر یہ استطاعت نہیں رہی کہ بچوں کو سکول بھیج سکیں یا کوئی اور کام کر سکیں۔ آج میں یہاں اس forum سے ان والدین کے ساتھ اظہارِ یکجہتی کے علاوہ اور کر بھی کیا سکتا ہوں اور سوائے انہیں جھوٹی تسلیاں دینے کے اور کر بھی کیا سکتا ہوں؟ آج میری ساری قیادت اکٹھی ہوئی ہے اور ہمارے لوگوں کا یہ حال ہے کہ ہم ان کی تعریف کریں لیکن میں کیا کروں کیونکہ میرا دل نہیں چاہتا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمیں جو دن دیکھنے پڑ رہے ہیں یہ ہماری سیاسی کوتاہیوں اور سیاسی عدم استحکام کا نتیجہ ہے جس کی وجہ سے آج اتنا بڑا سانحہ ہوا ہے۔ اگر ہم مڑ کر دیکھیں تو جب سے ہم آزاد ہوئے ہیں تب سے ہماری تاریخ سانحات سے بھری پڑی ہے لیکن یہ

سانحہ ایسا تھا جس کو کوئی بھلا نہیں سکے گا۔ تاتاریوں کے بعد پوری تاریخ میں دیکھیں تو اس سانحہ نے پوری قوم کو ہلا کر رکھ دیا ہے۔ میں اللہ سے دعا گو ہوں کہ یہ قوم اور میرے سمیت تمام سیاسی قائدین اپنے اپنے مفادات سے ہٹ کر فیصلے کریں کیونکہ آج تک جو سیاست ہمارے ملک میں ہوتی رہی ہے وہ صرف اور صرف اپنے مفادات کی خاطر ہوتی رہی ہے۔ اگر 1979 میں کہا گیا کہ ہم نے روس کے آگے کھڑے ہونا ہے تو ہم پہلے اتحادی ہیں کہ ہم نے روس کے خلاف چند ڈالروں کی خاطر یہاں پر نرسریاں بنادیں اور ہم نے یہاں پر جہاد کروائے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! آج مجھے بول لینے دیں۔

جناب سپیکر: نہیں، وقت مختصر ہے اور دوسرے ممبران بھی بیٹھے ہیں۔

ملک محمد وارث کلو: دیکھیں، آج ہمیں آزاد ہوئے 67 سال ہو چکے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، امجد علی جاوید صاحب!

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! شکریہ

کہاں ہے ارض و سما کا مالک کہ چاہتوں کی رگیں کریدے
ہوس کی سرخی رُخ بشر کا حسین غازہ بنی ہوئی ہے
کوئی مسیحا اِدھر بھی دیکھے، کوئی تو چارہ گری کو اُترے
اُفق کا چہرہ لہو میں تر ہے، زمیں جنازہ بنی ہوئی ہے

جناب سپیکر! یہ پاکستان کی تاریخ کا نہیں بلکہ دنیا کی تاریخ کا ایسا اندوہناک اور المناک واقعہ ہے کہ تاریخ شاید اس کا کبھی جواب نہیں دے سکے گی لیکن قوموں کی زندگی میں جب اس طرح کے واقعات رونما ہوتے ہیں تو بقول چیئرمین ماؤزے تنگ ہمیں غم کو اپنی طاقت بنا لینا چاہئے۔ آج اتنے بڑے سانحہ پر جب پاکستان کی پوری قوم کے دِل غم سے بوجھل ہیں تو ایسے میں وہ لوگ جو پہلے تذبذب کا شکار تھے، جو اس جنگ کو اپنی جنگ نہیں کہتے تھے اور ان لوگوں کو بھٹکے ہوئے اپنے بھائی کہتے تھے آج وہ تمام لوگ اس حادثے اور قوم کے pressure کی وجہ سے ایک page پر اکٹھے ہو گئے ہیں لہذا آج اس موقع کو غنیمت جانتے ہوئے ہمیں ایک strong message دینا چاہئے کہ اس وقت ہم لوگ نہ صرف متحد ہیں بلکہ وہ لوگ جنہوں نے اس قوم کو للکارا ہے، یہ جنگ پاکستان اور اسلام کے خلاف ہی نہیں بلکہ انسانیت کے بھی

خلاف ہے لہذا اس پر ہمیں ایک strong message دینا ہے کہ پوری قوم متحد ہے۔ ہمیں یہ پیغام دینا ہے جیسے محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری کہہ رہی تھیں کہ ہم نے اس طبقے کو قابل نفرت بنا دینا ہے کہ ہر طرف سے جو لوگ ان کے پُشتی بان تھے، جو لوگ ان کی فکر کے حامل تھے اور جو اُن کے لئے نرم گوشہ رکھتے تھے تو آج پاکستان میں بچہ بچہ ان سے نفرت کرے گا تاکہ کوئی یہ جرأت نہ کرے جیسا کہ محترمہ فرما رہی تھیں کہ ان کو ہیرو بنا یا جائے۔ اس موقع پر میڈیا کے دوستوں سے بھی میری یہ گزارش ہو گی کہ یہ جنگ ہے اور جنگ کے اندر مخالفوں کا نقطہ نظر نہیں دیا جاتا، انہیں ہیرو نہیں بنایا جاتا لہذا مہربانی کر کے انہیں قابل نفرت بنائیے، انہیں برابر لا کر نہ بٹھائیے اور ان کا مؤقف نہ دیجئے بلکہ ان تک یہ message جانا چاہئے کہ پورا ملک، پوری قوم اور پوری انسانی community ان سے نفرت کر رہی ہے۔ میں ان حالات میں یہ تجویز دوں گا کہ پھانسیاں ان کا حل نہیں ہیں بلکہ اس کے لئے قانون میں ترمیم کی جائے کہ وہ جو زبان سمجھتے ہیں ان کو چوکوں اور چوراہوں میں لٹکایا جائے لہذا میری اس House سے یہ گزارش ہو گی کہ حکومت پاکستان کو اس میں طاقت فراہم کی جائے۔ آج جب تمام سیاسی قوتیں اکٹھی ہیں اور تمام مکاتبِ فکر اکٹھے ہیں تو ہم ان کو تمام وسائل اور طاقت فراہم کریں۔ سول سوسائٹی کے لوگ انسانیت کے نام پر یہ بات کرتے ہیں کہ پھانسی کی سزائیں ٹھیک نہیں ہیں اور ہمیں یورپی یونین کا ڈراوا دیا جاتا ہے تو جب قوم نہیں رہتی اور ملک نہیں رہتا تو پھر ان سے ڈرنے کی کوئی بات نہیں ہے۔ ہمیں جو سزا بھگتنی پڑے یا جو مشکلات face کرنی پڑیں ہم نے ان کا سامنا کرنا ہے اور ان کے لئے قوم کو تیار کرنا ہے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: اب اجلاس بروز سوموار مورخہ 22۔دسمبر 2014 سہ پہر 3 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔